بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

بدر

BADR – QADIAN

قادیان ضلع گورداسپور

عام قیمت پیشگی للعہ

امروز قوم من نشناسد مقام من | رجسٹرڈ نمبر ایل ۲۸۸ | روزے بگریہ یاد کنند وقت خوشترم

جلد ۷ | نمبر ۲۸

مورخہ ۲۳ - جمادی الثانی سنہ ۱۳۲۶ھ علیٰ صاحبہا التحیۃ والسلام مطابق ۲۳ - جولائی سنہ ۱۹۰۸ء

سارے جہان سے اچھا دار الامان ہمارا | ایڈیٹر و مینیجر محمد صادق عفی اللہ عنہ | دار الامان ہمارا جنت نشان ہمارا

قیمت از معاونین قادیان میں ... افریقہ ... گورنمنٹ ... فی پرچہ ۲ر

ضرورتِ واعظین

چندروز کی بات ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت خلیفۃ المسیح کے دل میں اس بات کا جوش ڈالا کہ جماعت میں واعظین پیدا ہوں جو علوم دینیہ سے اچھی طرح واقف ہو کر اور مسائل شرعیہ سے آگاہ ہو کر اور دلائل حقیت اسلام سے ماہر ہو کر مختلف ملکوں میں پھریں مخلوق الٰہی کو راہ ہدایت پر لاویں آپ اسی خیال میں تھے کہ اسکی کیا تجویز ہو کہ حکمت الٰہی سے حضرت مسیح موعود کا ایک پرانا اشتہار سنہ ۱۹۰۱ء کا چھپا ہوا آپکو کہیں سے ملگیا جسمیں حضرت موصوف نے ایسے واعظین کو طیار کرنے کیواسطے ایک امتحان مقرر فرمایا تھا جو غالباً کسی سبب سے اُسوقت نہ ہوسکا مگر اب اس کیلئے وقت آگیا ہے اسلئے خلیفۃ المسیح کا منشا ہے کہ دسمبر آیندہ کے جلسہ میں ایسا امتحان قادیان میں ہو اور جو دوست اسمیں شامل ہوسکیں وہ ابھی سے اطلاع فرماویں تاکہ ان کے نام ایک رجسٹر میں درج کرلئے جاویں وہ اشتہار

ذیل میں درج ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی

اشتہار مفید الاخیار

چونکہ یہ ضروری سمجھا گیا ہے کہ ہماری اس جماعت میں سے کم از کم ایک سو آدمی ایسا اہل فضل اور اہل کمال ہو کہ اس سلسلہ اور اس دعوے کے متعلق جو نشان اور دلائل اور براہین قویہ قطعیہ خدا تعالےٰ نے ظاہر فرمائے ہیں ان سب کا اس کو علم ہو اور مخالفین پر ہر ایک مجلس میں بوجہ احسن اتمام حجت کر سکے اور ان کے مفتریانہ اعتراض کا جواب دے سکے اور خدا تعالےٰ کی حجت جو ان پر وارد ہو چکی ہے بوجہ احسن اس کو سمجھا سکے اور نیز عیسائیوں اور آریوں کے وساوس شائع کردہ سے ہر ایک طالب حق کو نجات دے سکے اور دین اسلام کی حقیقت اکمل اور اتم طور پر ذہن نشین کر سکے پس ان تمام امور کے لئے یہ قرار پایا ہے کہ اپنی جماعت کے تمام لائق اہل علم اور زیرک و دانشمند لوگوں کو اس طرف توجہ دی جاوے کہ وہ ۲۴ - دسمبر سنہ ۱۹۰۱ء تک کتابوں کو دیکھ کر اس امتحان کے لئے طیار ہو جاویں اور دسمبر آیندہ کی تعطیلوں پر قادیان میں پہنچکر امور مندرجہ بالا میں تحریری امتحان دیں - اس جگہ اسی غرض کے لئے تعطیلات مذکورہ میں ایک جلسہ ہوگا اور مباحث مندرجہ کے متعلق سوالات دئے جائیں گے ان سوالات میں وہ جماعت جو پاس نکلیگی ان کو ان خدمات کے لئے منتخب کیا جاویگا اور وہ اس لائق ہونگے کہ ان میں سے بعض دعوت حق کیلئے مناسب مقامات میں بھیجے جاویں اور اسیطرح سال بسال یہ مجمع انشاء اللہ اسی غرض سے قادیان میں ہوتا رہیگا جبتک کہ ایسے مباحثین کی ایک کثیر التعداد جماعت طیار ہو جائے مناسب ہے کہ ہر ایک صاحب جو زیرک اور عقلمند ہے ... اس امتحان کیلئے کوشش کریں ... اور

بدر پریس قادیان میں میاں معراج الدین عمر پروپرائیٹر پرنٹر و پبلشر کے حکم سے باہتمام مفتی محمد صادق مینیجر مطبع و اخبار چھاپا گیا۔

دفتر بدر سے خرید فرماؤ

ایک نئی قابل دید کتاب

معیار الصادقین

یہ کتاب قاضی اکمل آف گولیکی نے لکھی ہے اسمیں ایسے سات اصول بتلائے گئے ہیں جن کے زیر نظر رکھنے سے ہر مدعی کی شناخت میں بہت کچھ مدد مل سکتی ہے اور اسی ضمن میں وفات مسیح اور مسیح موعود کے دعاوی کا ثبوت قرآن مجید سے دیا گیا ہے اور مخالف علماء کے عقاید کو انہی کی کتابوں سے ایسے طرز سے لکھا ہے کہ ہر ایک دوسرے کے مناقض ثابت ہو کر اپنی تردید آپ کر رہے ہیں پھر بتایا ہے کہ کامیاب زندگی کیونکر حاصل ہو سکتی ہے اور حضرت مرزا صاحب کی تعلیم اور ان کا مابہ الامتیاز دیگر علماء سے پیش کیا ہے غرض کہ آجکل کے علمی مذاق رکھنے والے منصف مزاج لوگوں کے لئے یہ رسالہ نہایت ہی مفید ثابت ہوگا۔ ۲۰ پونڈ کے کاغذ پر قریباً ۲۰۰ صفحہ حجم ہے باوجود خرچ کثیرہ کے قیمت صرف ۳ ر رکھی گئی ہے

دفتر بدر سے طلب کریں

ظہور المسیح

یہ ۱۰۴ صفحے کی کتاب اکمل صاحب کی تصنیف ہے اسمیں مسیح موعود کی صداقت اور مسیح موسوی کی وفات کو عالمانہ رنگ میں دلائل عقلیہ و نقلیہ سے ثابت کیا گیا ہے اور اسے لکھتے وقت مخالف کتابوں مثل سیف چشتیائی اور وورہ ورائی غایت المقصود کو زیر نظر رکھ لیا گیا ہے۔ آیۃ وعد اللہ الذین آمنوا منکم (سورہ نور) کی تفسیر بطور ضمیمہ خصوصیت سے قابل دید ہے۔ عجیب عجیب نکات ہیں۔ مخدوم الملت مولانا عبد الکریم نے اس کتاب کی نسبت لکھا ہے۔ کہ

میں پڑھتے پڑھتے دل کے تواجد اور تراقص

کو ضبط نہیں کر سکتا۔

قیمت صرف ۶ ر کر دیگئی ہے

براہین احمدیہ

یہ حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء علیہ التحیۃ والثناء کی سب سے پہلی تصنیف ہے جس نے اسلام کی صداقت کی دھاک کل عالم پر بٹھا دی اسی میں وہ الہامات ہیں جو آج پورے ہو کر مومنوں کے ازدیاد ایمان اور مخالفین پر حجت کے قیام کا موجب ہو رہے ہیں تقریباً ۶۰۰ صفحہ کے ٹھوس کاغذ پر نہایت خوش خط اور اعلیٰ اچھی ہوئی کتاب ہے جلد بجلائے پانچ روپیہ (صعہ) کے عار اور مجلد بجائے چھ روپیہ کے تین روپے میں دیجاتی ہے: موقعہ پر جلد منگواؤ

درثمین

حضرت اقدس کی ... کا مجموعہ (جو کہ چھپ رہا ہے) ... بجائے ... بجائے ... ۲ اور بے جلد ۲ ر

شری نہہ کلنک اوتار

کلنکی اوتار کے ظہور کے بارہ میں یہ کتاب شیخ عبد الصمد صاحب ساکن سوز (ریاست پٹیالہ) نے تصنیف ... عہدہ و مسیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام ... یہ رسالہ ہے۔ کرشن کی صداقت بدلائل و براہین ثابت کیگئی ہے حجم ۱۷۲ صفحے۔ احباب منگوائیں

خریداران

کیا آپ کا خیال ہے کہ بدر فنڈ میں کوئی خزانہ جمع ہے کہ ہم کاغذ خریدیں ٹکٹ خریدیں۔ ملازموں کو تنخواہیں دیں۔ کئی سو روپے ماہوار اپنے پاس سے خرچ کر کے آپ کو روانہ کرتے ہیں اور آپ چپ چاپ پڑ ہتے رہیں اور قیمت روانہ کرنے کا نام نہ لیں۔ جب خط جائے جواب نہ دیں دی پی جائے واپس کر دیں صاحبان یہ کب تک چلیگی؟ شکر ہے کہ بدر کے خریدار اکثر ایسے ہیں جو قیمت وقت پر دیدیتے ہیں ورنہ اخبار تو نادہندوں کی مہربانی سے بند ہو گیا ہوتا۔ اب صورت حال یہ ہے کہ سال میں سے چھ ماہ گذر گئے۔ جن صاحبان نے تا حال قیمت نہیں دی ان کے نام اخبار مورخہ ۱۴۔ اگست ۱۹۰۷؁ وی پی کیا جائے گا۔ جن کا وی پی واپس آیا ان کے نام اخبار بند کر دیا جاویگا۔ اور کیا کریں۔

تنگ آمد بہ جنگ آمد

مینیجر

عجیب وغریب مفید ادویات مجربات

اگر کسی دوائی کی حاجت آپ کو یا آپکے احباب ہو تو بذریعہ قیمت طلب پارسل منگوا کر تجربہ کریں لیکن یہ بھی ضروری ہے کہ اپنی مرض کے مفصل حالات لکھ بھیجیں تاکہ تجویز ادویہ میں طبی تشخیص کو مدنظر رکھا جاوے اسکے علاوہ ادر امراض کا بھی بذریعہ خط و کتابت علاج ہو سکتا ہے اور اگر کسی دوائی سے فایدہ نہ ہو تو باقیماندہ دوائی کو محفوظ رکھ کے واپس کر دیں تاکہ اس کے عوض میں دوسری دوائی بھیجی جاوے ہر ایک دوائی کا محصولڈاک بذمہ خریدار سمجھا جاوے۔

مصری گولیاں یہ گولیاں قبض کیواسطے ایک گولی ! شدید قبض کی حالت میں دو اور تین کیواسطے چار۔ تمام انگریزی اور یونانی قبض کشا گولیوں سے زیادہ مفید ثابت ہوئی ہیں قیمت فی درجن ... ۴ ر

تریاق البواسیر خونی بواسیر کیواسطے ایک ایسا مفید تریاق ہے جس سے بڑھکر کوئی نہیں ملا۔ تین ہفتہ کیواسطے ... عہ

تریاق الخنازیر خنازیروں کا داخلی اور خارجی نہایت عمدہ علاج ہے جسکو باستقلال استعمال کرنے سے خنازیر کا زہریلا مادہ جاتا رہتا ہے اور ورم بھی تحلیل ہو جاتا ہے چالیس یوم کیواسطے (صر)

ذیابیطس کا علاج ذیابیطس اور کثرت بول میں بہت بلکہ کل معالجات سے افضل ثابت ہوا ہے قیمتہ ۱۴ یوم کیواسطے ... صر

تحفہ روزگار یہ ایک ایسی دوا ہے جس سے اکثر اقسام تپ خصوصاً تپ دق اور صفراوی حمیات وغیرہ رفع ہو سکتے ہیں اور حرارت غریزی کے بڑہانے اور ریگ گردہ اور مثانہ کو نکالنے کے واسطے اور عام کمزوری کیواسطے بہت مفید ہے۔ قیمت فی تولہ ... عہ

اکسیر جریان جریان اور رقت جو ہنی اور بند بیج کیواسطے عمدہ دوائی ہے۔ فی خوراک ۲ ر ۱۴۔ خوراک کافی ہیں۔

آتشک جدید و کہنہ خوراک دو ہفتہ ... قیمت صعہ ر

سوزاک قدیم وجدید ۔ خوراک ایک ہفتہ ۸ ر

حب صرع مرگی اور ہسٹیریا کی مجرب گولیاں جو اعلیٰ درجہ کے مفردات مرکب ہیں۔ فی درجن عہ ر۔ **اکسیر ضیق النفس** ۔ کھانسی اور دمہ اور قلت اشتہا وغیرہ میں بہت مفید ثابت ہوا ہے ایک ہفتہ کیواسطے۔ قیمت عار (نوٹ) ہماری ادویات سے بلا استثناء ہر ایک ملت و مذہب کے لوگ فائدہ اوٹھا سکتے ہیں ان کے بنا نہیں یہ رعایت رکھی گئی ہے۔

المشتہر حکیم محمد زمان معالج خاندان نواب محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ از قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

پیغام صلح کہاں سے مل سکتا ہے

بعض دوست ہمکو خط لکھتے ہیں کہ پیغام صلح بھیجواؤ جلد بھیجوادن کی اطلاع کیواسطے لکھا جاتا ہے کہ پیغام صلح لاہور میں چھپتا ہے اور اُسی جگہ فروخت ہوتا ہے جن دوستوں کو ضرورت ہو۔ وہ لاہور خواجہ کمال الدین صاحب بی۔ اے ایل ایل بی وکیل چیف کورٹ عزیز منزل نولکھا کے نام نامی پر خط لکھ کر منگوا سکتے ہیں۔ قیمت فی نسخہ ۲ روپے اکٹھے منگوانے سے فی نسخہ ایک آنہ مل سکتے ہیں ایڈیٹر

اکمل صاحب کے دوستوں کو اطلاع ہو

کہ اکمل صاحب دفتر بدر سے رخصت رعایتی حاصل کر کے وطن گئے ہیں ان کے نام کے تمام خطوط گولیکی بھیجے جاتے ہیں وہ لوگ جو دفتر کے متعلق کاروباری خطوط اکمل صاحب کے یا میرے نام پر روانہ کرتے ہیں وہ غلطی کرتے ہیں اگر میں کسی اتفاق سے یہاں نہیں ہوتا۔ تو وہ خط پڑا رہتا ہے اور اُسے کوئی پڑھ نہیں سکتا۔ جب تک کہ میں واپس نہ آؤں اور ایسا ہی اب اکمل صاحب کے نام سے خطوط گولیکی جاتے ہیں گو وہاں سے برائے تعمیل دفتر بدر میں واپس ہی آجائیں گے مگر اس آمد و رفت ڈاک کی تعمیل میں بہت مشکلات پڑ جاتے ہیں لہذا دوستوں کو چاہیئے کہ اخبار کے متعلق جس قدر خط وکتابت ہو وہ کسی خاص آدمی کے نام پر نہ ہو بلکہ اس پر صرف یہ لکھا ہو بنام

مینیجر اخبار بدر قادیان

فقط ایڈیٹر

اس زمانہ کے علما کیسے ہیں

ایک صاحب اخبار سیول گزٹ لاہور میں اس زمانہ کے علماے اسلام کا نقشہ جو کھینچتے ہیں اس میں سے چند سطور درج ذیل ہیں۔

"ہمارے علماء اپنی خود غرضی میں مبتلا ہیں وہ اتفاق و اتحاد کو کیوں کر قائم کر سکتے ہیں۔ دور کیوں جاتے ہو لاہور کی حمایت اسلام ہی کو دیکھ لو اس کے کیسے کیسے خاک کے اڑ رہے ہیں افسوس مسلمانوں میں متفق ہو کر کام کرنے کی رغبت نہیں بلکہ بجوہ دیگرے نیت کا خبط ان کے دلوں میں سمایا ہوا ہے۔"

آخر اس کا کوئی علاج بھی ہے ظاہری یا باطنی؟ (بدر)

ضرورت نکاح

ہمارے ایک دوست نوجوان۔ خوبصورت۔ آسودہ حال خاندانی جو آجکل لاہور میں کاروبار کرتے ہیں علاقہ ہندوستان میں شادی کرنا چاہتے ہیں۔ خط وکتابت میری معرفت ہو۔

(ایڈیٹر بدر)

آئینہ صداقت

(کے متعلق حضرت مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے ایڈیٹر ریویو کی رائے)

مکرمی و مخدومی اخویم مفتی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ "آئینہ صداقت" آپ کا مختصر مگر جامع رسالہ اسیوقت مجھے پہونچا اور اسیوقت میں نے اوس کو اول سے آخر تک پڑھا۔ خیر الکلام ما قل ودل کا سچا مصداق ہے۔ حضرت مولویصاحب نے ایک دن فرمایا تھا۔ کہ کوئی ہمارے احباب میں سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی وفات پر ایک مختصر مگر جامع مضمون لکھے یہ جہاں تک مجھے یاد ہے آپ کے بعد کا ذکر ہے اب مجھے اس رسالہ کو پڑھکر بہت خوشی ہوئی ہے کہ آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح کی اس خواہش کو احسن طریق پر پورا کیا۔ جزاک اللہ احسن الجزاء۔ میری رائے میں اگر احباب توجہ فرماویں تو اسکی بکثرت اشاعت نہایت آسانی سے ہو سکتی ہے اور انشاء اللہ بہت مفید ہوگی اس قدر مختصر ہے کہ کم فرصت آدمی بھی اس کو خوشی سے پڑھ لیگا اور پھر اس قدر مدلل اور سیر کن بحث اس میں ہے کہ کوئی پہلو باقی نہیں رہ جاتا اور پڑھنے والا بشرطیکہ وہ حق طلبی دل میں رکھتا ہو اور منہاج نبوت سے اس سلسلہ کو دیکھے اس کی صداقت کا قائل ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا آئینہ صداقت لفظی معنوں میں بھی آئینہ صداقت ہے۔ خدا اسے بہتوں کی بہتری اور ہدایت کا موجب کرے۔ والسلام

خاکسار محمد علی ۸ - جولائی ۱۹۰۸ء

نوٹ - قیمت فی کتاب ۱/ سو نسخہ کی قیمت ایکروپیہ (عہ/)

ایک ہندو شریف کیا کہتا ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مکرمی و مخدومی جناب مفتی صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ یہودی صفت علم کے مسلمان بغلیں مارتے ہیں کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت اقدس مسیح موعود مہدی مسعود علیہ الصلوۃ والسلام کے بعد ختم سمجھنا چاہیئے۔ کاش اگر یہ تعصب کی پٹی کو اتارتے اور بلا تعصب غور کرتے اور فکر دوڑاتے۔

ایک نیک دل سمجھدار آریہ میری طرف خط لکھتا ہے اور اس خط جو حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام کے متعلق درج کرتا ہے۔ اس کی نقل مطابق اصل ارسال ہے۔ اگر اس کو کسی گوشہ اخبار میں جگہ دیجاوے۔ تو کیا عجب کہ کسی سمجھدار کے واسطے مفید ہو۔ مشکوری ہوگی۔ والسلام

بنت محمد علی بدو ملہی از چک نمبر ۳۳ جنوبی ڈاکخانہ خاص براستہ لالیاں - علاقہ سرگودہ - ۱۱ جولائی ۱۹۰۸ء

اوم

تصوف آئین شرافت آگین جناب مولویصاحب جی - تسلیم مزاج شریف - حضرت مسیح موعود کا حال آپ سن چکے ہونگے ان حضرت کی وفات کا خیال کرنا ہماری غلطی ہے۔ کیونکہ وہ تو ہر وقت زندہ جاوید ہیں جب تک دنیا قائم رہے گی ان کا نام چمکتا رہے گا۔ اون کی تصانیف سے بے سمجھ آدمی عموماً و ہر سمجھ آدمی خصوصاً بہرہ یاب ہوتے رہینگے مگر افسوس ہے تو اس بات کا کہ اب ان کا ظاہری درشن ہمیشہ کے لئے پردہ کے اندر رہے جو کہ ایک بدچلن کے واسطے راہ راست پر لانے کے لئے کافی تھا۔ مگر میرے خیال میں افسوس کرنا بھی خلاف عقل ہے۔ کیونکہ اس موقعہ پر کبیر صاحب فرماتے ہیں:۔

سادھو مرے کیا روئیے جو اپنے گھر جا۔
روز ساکت مرا جو ہاٹوہاٹ بکا

تشریح - سادھو کے مرنے پر ہرگز نہ رونا چاہیئے کیونکہ وہ اپنے گھر جاتا ہے - ان پاپیوں کو رونا چاہیئے۔ جو گلی گلی بکتا ہے۔

راقم آپکا تابعدار نرائن داس ۲۰...

رسید زر

۴ - جولائی ۱۹۰۸ء

محمد بخش صاحب نمبر ۱۸۱۶ عہ
قطب الدین صاحب نمبر ۲۰۳۷ عہ
محمد دین صاحب نمبر ۲۶۰ للعہ
غلام حید رضا صاحب نمبر ۲۱۱ عار
میاں میراں بخش صاحب درزی للعہ
چودہری الہداد صاحب ۲۷۵ عار
مخدوم محمد صدیق صاحب نمبر ۱۲۱۵ للعہ
محمد صدیق صاحب نمبر ۷۸۰ عہ

محمد سرور خان صاحب نمبر ۹۲۵ ع
محمد تقی صاحب نمبر ۶۳ للعہ
خدا بخش صاحب نمبر ۱۸۵۷ للعہ
احمد حسن صاحب نمبر ۵۸۰ عہ
منشی گلاب الدین صاحب ۳۷۵ ۵/
خواجہ محمد رمضان صاحب نمبر ۱۱۸۲ عہ
مہر الدین صاحب ۷۲۸ للعہ
غلام نبی صاحب نمبر ۱۰۹۹ سے
میاں فقیر محمد صاحب نمبر ۲۰۸ ۱۰/

ثناء اللہ کی پریشانی

سلسلہ کیواسطے دیکھو اخبار بدر نمبر ۲۷ جلد ۷ - ۱۱ جون ۰۸ء
گذشتہ اشاعت سے آگے

اہلحدیث مطبوعہ ۲۶ - اپریل ۰۸ء کے جس مضمون پر سلسلہ نمبر میں میں نے بحث کی ہے اس کے آخر میں بطور نتیجہ یا خلاصہ ثناء اللہ صاحب لکھتے ہیں۔

مختصر یہ کہ (۱) میں تمہاری درخواست کے مطابق حلف اٹھانے کو تیار ہوں (۲) اگر تم اس کے نتیجہ سے مجھ کو اطلاع دو (۳) اور یہ تمہاری تحریر مجھے منظور نہیں اور نہ کوئی اسے دانا منظور کر سکتا ہے۔"

ثناء اللہ نے اپنے کل مضمون کا خلاصہ جن مذکورہ بالا الفاظ میں بیان کیا ہے یہ صرف اسی مضمون کا خلاصہ ہے بلکہ اس بارہ میں ان کی کل تحریرات کا لب لباب اور نتیجہ ہے میں نے تینوں فقروں پر نمبر لگا دئے ہیں اور اب اسی سلسلہ سے ایک بحث کرتا ہوں۔

(۱) اگرچہ اسی مضمون کے تمہیدی الفاظ میں مولوی صاحب لکھ چکے ہیں کہ کرشن جی نے خاکسار کو مباہلہ کیواسطے بلایا تھا لیکن چند سطریں ہی لکھنے کے بعد کل مضمون کا خلاصہ کرنے کے وقت پھر مولوی صاحب کو کچھ تردد دامنگیر ہوا اس لئے کہ ۱۸ - اپریل ۰۸ء کو خود مباہلہ کی تعریف بیان کر چکے ہیں - کہ مباہلہ اسے کہتے ہیں - جو فریقین مقابلہ پر قسمیں کھائیں اور فقرہ نمبر ۶ یہ بھی لکھا ہے کہ نہ ہم آپ کو قسم کھلاتے ہیں اور نہ آپ کی قسم کا اعتبار کرتے ہیں خواہ آپ[له] ... ... پھر نہ کہدیں اس لئے پریشانی کی حالت میں پھر مباہلہ کا لفظ لکھتے ہوئے جھجکے اور لکھدیا کہ تمہاری درخواست کے موافق حلف اٹھانے کو تیار ہوں لیکن اس آدمی سے کوئی پوچھے کہ اگر ہماری درخواست صرف اتنی ہی تھی کہ مولوی صاحب صرف قسم کھائیں اور طرفین کی قسم کا کچھ ذکر نہ تھا اور ہماری تحریرات سے مولوی صاحب کو یہی تفہیم ہوئی تھی کہ ہماری درخواست صرف اسیقدر ہے تو پھر مولوی صاحب کو حضرت صاحب کی قسم پر اعتبار یا بے اعتباری کی بحث ہی کرنی کی کیا ضرورت تھی۔ لیکن اب دیکھنا یہ ہے کہ اس حلف اٹھانے کی آمادگی کی تکمیل کس طرح سے ہوتی ہے اگلی پرتال ہم آگے چل کر کرینگے (۲) فقرہ نمبر ۲ بالکل صاف ہے گویا ابھی تک یعنی ان کی اس ۲۶ - اپریل کی تحریر تک مولوی صاحب کو نتیجہ سے اطلاع نہیں دیگئی ہے اور مولوی صاحب نتیجہ معلوم کرنے کے لئے پریشان ہیں لیکن الحکم کی عبارت جو ۱۰ - اپریل ۰۸ء کے اہل حدیث میں نقل کی ہے وہ حسب ذیل ہے اللہ تعالیٰ خود ہی فیصلہ کر دیگا اور صادق اور کاذب میں فرق کر کے دکھلا دیگا عذاب جو جھوٹے پر پڑے وہ اس طرز کا ہوگا کہ اس میں کسی انسانی ہاتھ کا دخل نہ ہو باقی رہا یہ امر کہ اس کا نتیجہ کیا ہوگا تو مولوی ثناء اللہ کو واقف قرآن ہوکر اس امر کے دریافت کرنے کی ضرورت نہ تھی مباہلہ کی بنیاد جس آیۃ قرآنی پر ہے اس میں تو صرف لعنۃ اللہ علی الکاذبین ہے اور اس جگہ خدا تعالیٰ نے لعنت کو قائم مقام ان تمام عذابوں اور وبالوں کا رکھا - جو صادق کی تکذیب میں مکذبین کے لاحق حال ہوتی ہیں اور ہم ایمان رکھتے ہیں کہ ثناء اللہ کے متعلق بھی زمانہ بروقت امتحان ان میں سے کسی کو خود دیکھ لیگا - ناظرین خیال کر سکتے ہیں کہ کن صاف الفاظ میں نتیجہ بیان کیا گیا ہے لیکن مولوی صاحب کے نزدیک ابھی تک اون کو نتیجہ سے اطلاع نہیں دیگئی ہے اسلئے خیر ہم بھی اس تحریر کو نظر انداز کر دیتے ہیں ۱۵ - اپریل ۰۸ء کے اشتہار میں حضرت صاحب نے جو الفاظ اپنے واسطے استعمال کئے ہیں وہی بالمقابل مولوی صاحب کے لئے مثلاً اگر میں کذاب اور مفتری ہوں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤنگا اور اگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں تو آپ مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے اور وہ سزا انسانی ہاتھوں سے نہیں بلکہ خدا کے ہاتھوں سے ہوگی وغیرہ وغیرہ - اسی اشتہار کے مضمون پر جرح و قدح کرتے ہوئے مولوی صاحب نے مذکورہ بالا فقرہ نمبر ۲ لکھا ہے گویا ابھی تک اون کو نتیجہ سے اطلاع نہیں ملی ہے اور وہ اس سے بے خبر ہیں - ۱۹ - اپریل اور پھر ۲۶ - اپریل کے دو متفرق بیانات میں وہ نتیجہ کے بتلائے جانے سے لاعلمی ظاہر کرتے ہیں - لیکن ناظرین دیکھیں گے کہ مولوی صاحب جو اپنے تئیں مفسر بھی بیان کرتے ہیں - مطمئن کسی بات پر نہیں ہیں بلکہ ہر وقت پریشان حال ہیں اس بات کی آزمائش کے لئے ناظرین کو مولوی صاحب کے ۳۱ - مئی ۰۸ء کے اشتہار کے ان فقروں کو پڑھنا چاہیئے جو مضمون نمبر ۱ کے شروع میں میں نقل کر چکا ہوں بعد یہ بھی خیال کر لینا چاہیئے - کہ دونوں موقعوں پر حضرت صاحب کا ۱۵ - اپریل ۰۸ء کا اشتہار مدنظر ہے لیکن ۲۶ - اپریل کو تو وہ نتیجہ دریافت کرتے ہیں اور ۳۱ - مئی ۰۸ء کو نتیجہ پر بحث کر کے لکھتے ہیں کہ یہ نتیجہ گویا حضرت صاحب نے بتایا ہوا ہے - ان متضاد تحریرات کا جواب مولوی صاحب اگر شاید یہ دیویں کہ سابقہ تحریرات میں وہ اپنی قسم کے نتیجہ کو دریافت کرتے تھے اور حال کی تحریر میں جو کچھ انہوں نے لکھا ہے وہ حضرت صاحب کی دعا کے متعلق لکھا ہے تو یہ جواب دیوانہ بیکار خود ہشیار جیسا جواب ہوگا - اس لئے کہ فریقین کے لئے ایک ہی طرح کے الفاظ بیان کئے گئے تھے جب ایک فریق کے واسطے وہ الفاظ کافی نہیں سمجھے گئے تو ایک سال کے بعد انہیں الفاظ سے دوسرے فریق کے لئے اپنے نفسانی اغراض کی تکمیل کے لئے پیشگوئیاں کرنا عجیب ایمانداری ہے اگر مولوی صاحب غور کریں تو معاملہ بہت ہی صاف ہے اور وہ خود اپنی ہی تحریرات کی رو سے کذاب جھوٹے دغاباز مفسدانہ اور نافرمان ثابت ہوتی ہیں - جس کی تفصیل یہ ہے کہ ۲۶ - اپریل ۰۸ء کے اہل حدیث میں حضرت صاحب کے اشتہار کی اُسی عبارت پر جس سے مولوی صاحب نے اپنے مفید مطلب نتیجہ نکالنے کی کوشش کی ہے صفحہ ۴ کالم ۱ پر نائب ایڈیٹر حاشیہ چڑھا کر لکھا ہے "آپ اس دعوے میں قرآن شریف کے صریح خلاف کر رہے ہیں - قرآن تو کہتا ہے کہ بدکاروں کو خدا کی طرف سے مہلت ملتی ہے۔ ... ... ویمدھم فی طغیانہم یعمہون وغیرہ آیات تمہاری اس دجل کی تکذیب کرتی ہے - جن کے صاف یہی معنے ہیں کہ خدا تعالیٰ جھوٹے دغاباز مفسد اور نافرمان لوگوں کو لمبی عمریں دیا کرتا ہے تاکہ وہ اس مہلت میں اور بھی برے کام کر لیں پھر تم کیسے من گھڑت اصول بیان کرتے ہو کہ ایسے لوگوں کو بہت عمر نہیں ملتی کیوں نہ ہو دعوے تو مسیح کرشن اور محمد احمد بلکہ خدائی کا ہے اور قرآن میں یہ لیاقت - مولوی صاحب کے اس اصول کے موافق ہمارا ہر طرح سے حق ہے کہ ہم خود انہیں کے بیان کردہ نتیجہ سے یہ سمجھ لیں کہ بدکاروں کو خدا کی طرف سے مہلت ملتی ہے - اور ثناء اللہ کی بدکرداریوں کیوجہ سے اسے بھی مہلت دیگئی - پس اب اپنی سابقہ تحریرات کے برخلاف جو نتیجہ وہ نکالتا ہے وہ غلط ہے - جھوٹا دغاباز - مفسد اور نافرمان ہونے کے سبب سے اس کو لمبی عمر دی گئی ہے تاکہ وہ اس مہلت میں اور بھی برے کام کر لے ناظرین ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ نہ صرف وہ (ثناء اللہ) خود بلکہ اس کا نائب ایڈیٹر بھی کس قدر پریشان حال ہے - کیا اب نائب ایڈیٹر کا یہ فرض نہ تھا - کہ اپنے نوٹ کا لحاظ

[له] ہفوات کے لائق اور معزز مصنف کی مولویانہ تہذیب کی ناظرین کو داد دینی چاہیئے کیوں نہ ہو جو بھی ہے۔

کرتا۔ جو قرآن شریف کے حکم کے موافق اوس نے لکھا تھا اور ثناء اللہ کے ۱۳ مئی سنہ ۱۹۰۶ء کے اشتہار پر ایمانداری سے حاشیہ چڑھایا کہ میری بیان کردہ اصول کے موافق ثناء اللہ کو جھوٹا دغاباز مفسد اور نافرمان ہونیکے سبب سے مہلت دیگئی ہے تاکہ وہ الٰہی سلسلہ کی مخالفت کرکے اپنی بدکرداری کا مزید ثبوت دے۔ جب سے حضرت صاحب کا یہ اشتہار شائع ہوا تھا۔ ثناء اللہ کے تمام ہم مشرب اس سے کچھ ایسے متاثر ہوئے تھے کہ خطوط بھی جو شائع کئے جاتے تھے وہ اسی مضمون کے ہوتے تھے۔ چنانچہ مرقع بابت ماہ ستمبر سنہ ۱۹۰۶ء صفحہ ۱۴ کسی مولوی بنام صوفی عبد الحق سرہندی کا مضمون چھپا تھا جس میں وہ لکھتے ہیں "مرزا صاحب اور مرزائیوں سے یہ سوال ہے کہ اگر جھوٹے کا سچے کی زندگی میں مرنا اگر واقعی ضروری اور قانون الٰہی ہے جیسا کہ آپ کی تحریرات سے ثابت ہوتا ہے۔ تو معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد کیا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسیلمہ کذاب سے پہلے انتقال فرمانے کے باعث اسی جنرل رول کے زیر اثر ہیں" میں کہتا ہوں۔ اسی نظیر کے موافق اس زمانہ کا رسول بھی اپنے ہمعصر مسیلمہ سے پہلے انتقال فرمانے کے باعث اس جنرل رول کے زیر اثر نہیں ہے جس کے وجوہات کسی قدر گذشتہ مضامین میں بھی بیان ہو چکے ہیں اور زیادہ تفصیل آئندہ مضمون میں پورے طور پر بیان کر دی جائے گی۔

اب میں پھر ثناء اللہ کے خلاصہ کی طرف رجوع کرکے اس کے فقرہ نمبر ۳ پر بحث کرتا ہوں جو یہ ہے کہ "یہ تحریر تمہاری مجھے منظور نہیں اور نہ کوئی دانا اس کو منظور کر سکتا ہے" جبکہ حضرت صاحب کی تحریر کو منظور ہی نہیں کیا گیا تھا تو مولوی صاحب کو یہ ہرگز حق نہیں کہ وہ اس تحریر کے متعلق کسی قسم کا نتیجہ بیان کریں۔ لیکن ملاں آں باشد کہ خاموش نشود۔ بھلا مولوی صاحب کب خاموش رہ سکتے ہیں اور بڑے زور سے خود ساختہ نتائج استنباط کر رہے ہیں۔ ان کا ایسا کرنا دو حال سے خالی نہیں یا تو یہ بات ہے کہ اونہوں نے اپنے سابقہ خیالات میں ترمیم کرکے اب حضرت صاحب کی اس تحریر کو منظور کر لیا ہے اس وجہ سے ایسا کرنا وہ اپنا حق سمجھتے ہیں یا یہ ہے۔ کہ منظور کرنے کی ہی ضرورت نہیں بغیر منظور کئے بھی وہ ایسا کرنے کے مجاز اور حقدار ہیں اس لئے ان دونوں تنقیحوں کی بابت اب ہمیں غور کرنا ہے کہ آیا ان کو ایسا کرنے کا حق حاصل ہے یا نہیں۔ اولاً اگر انہوں نے سابقہ خیالات میں ترمیم کر لی ہے۔ تو اس قسم کی ان کی کوئی تحریر ابھی تک ہم نے نہیں دیکھی وہ اس کا حوالہ دیں اور ساتھ ہی یہ بھی بتا دیں کہ پہلے وہ یہ لکھ چکے ہیں۔ کہ حضرت صاحب کی اس تحریر کو کوئی دانا منظور نہیں کر سکتا ہے اب اسے منظور کرنے کے سبب دانا کے بالمقابل کونسا معزز نام اپنے لئے تجویز کیا ہے چونکہ منظوری کی بابت ابھی تک ہم نے کوئی تحریر نہیں دیکھی ہے اس لئے اس پہلو پر سردست مزید تحریر کی ضرورت نہیں ہے تاوقتیکہ مولوی صاحب خود اس کی بابت کچھ روشنی نہ ڈالیں۔ البتہ دوسرے پہلو پر کسیقدر تفصیل سے ہم بحث کرتے ہیں۔

یہ ایک عام دستور ہے کہ ایسے موقعہ پر مقابل یا مخالف کا مونہہ بند کرنے کے لئے اس کے اصولوں کو مدنظر رکھ کر ہمیشہ گفتگو کی جاتی ہے یہی وجہ ہے کہ ایک آریہ کی تردید جن دلائل سے کی جاتی ہے وہ غیر آریہ یعنے عیسائی وغیرہ کے لئے کافی نہیں ہو سکتی ہے اسی طرح ہمارے لئے یہ ضروری ہے کہ ہم ثناء اللہ کے اصولوں کو مدنظر رکھیں تاکہ انہیں پھر چون وچرا کی گنجائش ہی باقی نہ رہے اور اگر ملاؤں کی طرح وہ خاموش نہ رہ سکیں تو ان کا ایسا کرنا جواب دینا نہیں بلکہ منہ چڑھانا ہو اس غرض کو پورا کرنے کے لئے مرقع نمبر ۱ جلد ۱ صفحہ ۱۱ کی عبارت پیش کرتے ہیں جو حسب ذیل ہے۔

"ڈوئی نے مرزا صاحب کے حسب منشاء دعا نہیں کی پس جب اس نے دعا نہیں کی تو پھر یہ پیشگوئی یا مباہلہ نہ ہوا بلکہ یوں کہئے کہ بغیر مباہلہ کے ڈاکٹر ڈوئی کا مرزا صاحب کی زندگی میں مرنا مرزا صاحب کے مباہلہ کی تردید اور کرشن جی کی تکذیب کرتا ہے کیونکہ اس سے ثابت ہوا کہ اس کی عمر ہی اتنی تھی اگر وہ مباہلہ کر لیتا تو دو حال سے خالی نہ تھا یا تو مرزا صاحب کی زندگی میں مرتا تو ثابت ہوتا کہ ان کے مباہلہ یا دعا کا اثر نہیں بلکہ اپنی اجل سے مرا ہے اور اگر مرزا صاحب کے بعد مرتا تو کھلی تکذیب ہوتی۔ غرض یہ کہ مرزا صاحب کے حسب منشاء نہ تو ڈوئی نے دعا کی اور نہ اون کے چیلنج کو قبول کیا اس لئے وہ اس پیشگوئی سے نہیں مرا بلکہ اپنی مقررہ اجل پر مرا ہے جس کو مرزا صاحب کی صداقت یا نبوت سے کوئی تعلق نہیں۔ تعجب ہے مرزائیوں کی حیا اور شرم پر کہ کس آن بان سے اس واقعہ کو پیشگوئی لکھتے ہیں حالانکہ جس شرط پر یہ پیشگوئی ہوتی تھی وہ شرط متحقق ہی نہیں ہوئی۔ یعنے ڈوئی نے حسب درخواست مرزا صاحب دعا نہیں کی چونکہ یہ بات بہت ہی واضح ہے کہ اذا فات الشرط فات المشروط یعنے جب شرط متحقق نہیں تو مشروط بھی ثابت نہیں۔ یعنے جب ڈوئی نے دعا نہیں کی۔ تو مباہلہ ہی نہ ہوا"۔

یہ عبارت (جو سابقہ مضمون کے اخیر میں نقل کیگئی ہے) ایسی صاف اور صریح ہے کہ مزید تشریح اور توضیح کی چنداں ضرورت نہیں ہے قبل اس کے کہ اصل مضمون کے متعلق کچھ لکھا جاوے مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ مولوی فاضل صاحب کی مولویانہ منطق کو جو صرف ایک فقرے میں تمام کی تمام بھری ہوئی ہے بیان کیا جاوے اور وہ فقرہ یہ ہے "کہ اگر وہ (ڈوئی) مباہلہ کر لیتا تو دو حال سے خالی نہ تھا یا تو مرزا صاحب کی زندگی میں مرتا تو ثابت ہوتا کہ ان کے مباہلہ یا دعا کا اثر نہیں بلکہ اپنی اجل سے مرا ہے" اب خیال کیا جا سکتا ہے کہ مباہلہ نہ کرنے کی حالت میں اس کے پہلے مر جانے پر تھوڑا یا بہت عذر ہو بھی سکتا تھا اور اگر بعض وجوہ (جو ڈوئی کے معاملہ کی بابت موجود ہیں اور جن کا ذکر ہم اپنے موقعہ پر کریں گے) اس کے ساتھ شامل نہ ہوں۔ تو چون وچرا کے لئے کچھ نہ کچھ گنجائش نکل سکتی ہے لیکن مولوی صاحب کی یہ فاضلانہ منطق کہ مباہلہ کرنے کی حالت میں اس کا حضرت صاحب کی زندگی میں مرجانا دعا کا اثر ثابت نہیں کرتا۔ گو مولوی صاحب کی کھلی کھلی بے غیرتی کا ثبوت ہے لیکن چونکہ ایسے مولوی فاضل کے دماغ کا نتیجہ ہے جو مفسر بھی ہے واقعی قابل داد ہے کیا یہ حیا سوز منطق جو دراصل اس نابینائی کا نتیجہ ہے جو مامور من اللہ کی مخالفت میں بے جا ہٹ دھرمی اور ضد سے واقع ہوئی ہے مولوی صاحب کو بیحیا اور بے شرم جیسے معزز خطاب کا مستحق ثابت نہیں کرتی یہ وہ الفاظ ہیں جو ڈوئی والے مضمون کے اخیر میں مولوی صاحب نے اول ایڈیٹر ریویو اور پھر کل احمدیوں کے واسطے استعمال کئے ہیں اب اس کا جج ہم خود مولوی صاحب ہی کو مقرر کرتے ہیں کہ اپنے ہی الفاظ میں سے جو چاہیں پسند فرمالیں

اس جملہ معترضہ کے بعد اب ہماری بحث کا مدار مولوی صاحب کے اس فقرہ پر ہے جس پر ہم نے سابقہ مضمون کے اخیر میں خط کھینچ دیا ہے۔ اور ناظرین کے اختصار کے لئے پھر نقل کر دیا جاتا ہے۔ وہ یہ ہے۔ "مرزا صاحب کے حسب منشاء نہ ڈوئی نے دعا کی نہ اون کے چیلنج کو قبول کیا اس لئے وہ اس پیشگوئی سے نہیں مرا۔"

بلکہ اپنی مقررہ اجل پر مرا ہے جس کو مرزا صاحب کی صداقت یا ثبوت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس فقرہ کے الفاظ پر غور کرنے سے پہلے ناظرین کو یہ ذہن نشین کر لینا چاہیئے۔ کہ مولوی صاحب کا یہ منطقی فقرہ یکم جون ۱۹۰۷ء کے مرقع مین شائع ہوا ہے اس لئے ضروری ہے کہ مئی کی کسی تاریخ کو ان کی قلم سے نکلا ہے اور ان کا حضرت صاحب کی دعا کو قبول کرنے سے انکار کرنا ۲۶۔ اپریل ۱۹۰۷ء کے اہل حدیث مین شائع ہوا ہے جس سے ثابت ہے کہ حضرت صاحب کی دعا سے انکار کرنے کے صرف ایک ہی ماہ بعد مقابلہ پر ڈٹے یا انکار کرنے سے جو کچھ نتیجہ ان کے اور ان کے ہم مشربون کے نزدیک مترتب ہوتا ہے اس کو واضح طور پر بیان کر دیا اور اپنی اس منشیانہ چالاکی کے ذریعہ سے خوب طرح سے سوچ سمجھ کر گویا پیش بندی کر دی ہے۔ کہ ان کے مرجانے یا ان کی موت سے کسی قسم کا نتیجہ نکالنے اور فائدہ اٹھانے کا موقع کسی کو نہ مل سکے لیکن اپنی اس منطق اور پیشبندی کو نظر انداز کر کے اور حضرت صاحب کے دعا والے فقرون کو نقل کر کے مولویصاحب ۵ جون ۱۹۰۷ء کے اہل حدیث مین لکھتے ہین۔ گو اس قاعدہ کو خاکسار نے تسلیم نہ کیا ہو۔ مگر مرزا صاحب پر اس اشتہار سے اقبالی ڈگری ہے بلکہ ایجاد کردہ اصول ہے۔ ناظرین کو ایسے مفسدون کی حالت معائنہ کر کے عبرت حاصل کرنی چاہیئے کہ ماموریت کے بالمقابل ضد کا کیا نتیجہ ہوتا ہے خود تو بڑی رد و قدح اور طولانی بحث کے بعد ڈوئی کے معاملہ مین ہمین گالیان دیجاتی ہین۔ اور بیان کیا جاتا ہے کہ بالمقابل دعا کرنے اور چیلنج کو قبول نہ کرنے سے پیشگوئی ثابت نہیں ہوتی اور دوسرے موقع پر جبکہ آپکے اسی اصول کے موافق ساری باتین موجود ہین یعنی بالمقابل خود دعا نہین کی اور حضرت صاحب کے دعا والے مضمون کو قبول نہ کیا ہی نہین کہ صرف خود قبول نہ کیا ہو بلکہ یہ بھی لکھدیا کہ کوئی دانا اسے قبول نہیں کر سکتا ہے۔ باوجود ان تمام باتون کے یہ ظالم طبع انسان لکھتا ہے کہ گو اس قاعدہ کو خاکسار نے قبول نہ کیا ہو لیکن مرزا صاحب پر اس اشتہار سے اقبالی ڈگری ہے۔ کیا راستی کے دشمنوں یا ثناء اللہ کے ہم مشربون مین کوئی بھی ایسا نہین ہے۔ جو اس حیادار خاکسار سے دریافت کرین کہ پہلے تو آپ جب تو خود ہی ایک دفعہ احمدی جماعت کے برخلاف ایسے معاملہ مین نہ صرف اپنا اصول ہی بیان کر چکا ہے بلکہ اس کے لئے دلیل بھی دے چکا ہے کہ جب شرط متحقق نہین۔ تو مشروط بھی نہین۔ تو اب باوجود ان ثابت ہونے کے تو کیا بڑ بڑاتا ہے اور جبکہ تو خود پوری طاقت کے ساتھ کوس کو گالیان دے کر ایک اصول قائم کر چکا ہے۔ کہ چیلنج کو قبول نہ کرنے اور بالمقابل دعا نہ کرنے سے پیشگوئی قائم نہین رہتی ہے

تو پھر اپنے اس اصول کے برخلاف تمہارا یہ کہنا کہ گو اس قاعدہ کو خاکسار نے قبول نہین کیا لیکن مرزا صاحب پر اقبالی ڈگری ہے کیا جنون کی بڑ اور پاگل کے بکواس سے کچھ زیادہ وقعت ہے۔ پیارے احمدیو! تم نے اچھی طرح سے دیکھ لیا ہے کہ کس جرأت کی ڈھٹائی ہے جو مولوی ثناء اللہ نے اختیار کی ہے اور عجیب بات یہ ہے کہ ایسے شرمناک کارروائی یہ سراسر ایسی ہے جو ان مضامین سے ظاہر ہے جن کا سلسلہ اخبار اہل حدیث وغیرہ مین مضمون روان کی بابت جاری ہے۔

جس قدر اب تک میں نے لکھا ہے وہ در اصل بالکل کافی ہے اور ثناء اللہ صاحب اگر حیا اور شرم سے کام لین تو حضرت صاحب کے وصال کے بعد جو کچھ نتائج وغیرہ نکالنے کی انہون نے کوشش کی ہے ان سے رجوع کر کے اپنی اخلاقی جرأت کا ثبوت دے سکتے ہین لیکن چونکہ اس مضمون کے متعلق ثناء اللہ کے اصولون کو مد نظر رکھ کر اس قدر گہری نظر سے غور کیا ہے کہ کئی کئی پہلوؤن سے مولویصاحب کا کذب ثابت ہوتا ہے اور اگر مولویصاحب نے جا ضد اور تعصب چھوڑ کر اور معقول پہلوؤن کو اختیار کر کے اس سلسلہ کو جاری کہین گ[ے] تو مین ان کا اطمینان کرانے کے لئے تیار ہون اور اس سلسلہ کو عرصہ تک جاری رکھون گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

مولویصاحب نے الہامات کے صفحہ ۱۰ پر مفصلہ ذیل الفاظ مین پیشگوئی کی ہے "اگر مرزا صاحب بوجہ اپنی پیشگوئیون کے کاذب محض اور مفتری علی اللہ ثابت ہون تو بس دوسرے مسائل (حیات مسیح وغیرہ) کی ضرورت ہی کیا ہے؟ بلا دفع اور اگر وہ بوجہ اپنی پاکدامنی اور راستبازی کے قابل الہام اور تخاطب الٰہی کے لائق معلوم ہون تو پھر باقی مسائل مین ہمین اپنی غلط فہمی ماننے مین کیا عذر ہے بس ہمارا دوست اس اصول کو ہمیشہ یاد رکھین لیکن یہ ہی پیشگوئی کے طور پر ہم کہتے ہین کہ کسی مرزائی کو اس طریق سے مباحثہ کرنے کی جرأت نہ ہوگی۔ مولویصاحب کی اس تحریر کی بناء پر میرا یہ ارادہ ہے کہ ان کی دوسری نکتہ چینیون کے متعلق بھی غور کرون جس کے کثیر حصہ پر ابھی تک مجھے توجہ کرنے کا موقعہ نہیں مل سکا ہے لیکن اس ارادہ کا مدار صرف اسی بات کی جانچ پر ہے کہ آیا ان کی نکتہ چینیون کی بنیاد صرف ضد پر ہے یا واقعی وہ اپنے اس قول مین کہ ہمین اپنی غلط فہمیون کے ماننے مین کچھ عذ[ر] نہین سچے ہین اور اس بات کی پڑتال کرنے کا بہترین [ذریعہ] روان سے ہی ملیگا اور جب تک ایک [illegible] کرکے طے نہ کر لیا جاوے کسی دوسرے مضمون کی طرف متوجہ ہونا غلط بحث [illegible] بنانے کے سبب سے سوداوسے نتیجہ

ہوا کرتا ہے اس لئے جب تک حضرت صاحب کے وفات والے معاملہ کو صاف نہ کر لیا جاوے ہم کسی اور طرف نہ جائین گے۔ اب ہم پھر اصل مضمون کی طرف رجوع کرتے ہین۔ ثناء اللہ صاحب مرقع نمبر اجلد امین ڈوئی کے متعلق رسالہ ریویو بابت ستمبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۳۴۴ کی عبارت نقل کر کے مرقع کے صفحہ ۱۱ پر لکھتے ہین یہ ہے اصل عبارت اس مین مرزا صاحب نے ڈاکٹر ڈوئی کو چیلنج دیا ہے کہ وہ دعا کرے کہ جھوٹا سچے سے پہلے مرجائے یہ نہین کہ بطور پیشگوئی کے اعلان کر دیا ہے کہ جھوٹا سچے سے پہلے مرجائیگا۔ مرزائیو! مولویت کے مدعیو! انھین اتنی بھی خبر نہین کہ جملہ انشائیہ اور جملہ خبریہ مین کیا فرق ہوتا ہے۔ تف۔ معزز ناظرین خدارا ذرا کرشن جی کی اصلی عبارت دیکھتے جائین کہ اس مین کوئی ایک لفظ بھی ایسا ملتا ہے جسکا یہ مطلب ہو یا مرزا صاحب نے اعلان اور اخبار کے طور پر یہ کہا ہو کہ ہم (مرزا اور ڈوئی) مین سے جو جھوٹا ہوگا وہ سچے کی زندگی مین مرجائیگا۔ اس کے بعد پھر مرقع کے صفحہ ۱۱ پر ریویو بابت اپریل ۱۹۰۷ء کے صفحہ ۱۴۲ کے چند سطرین نقل کر کے لکھتے ہین۔ اس عبارت سے دو امر ثابت ہوتے ایک یہ کہ اس اشتہار سے پہلی کی تمام تحریرین مباہلہ یا پیشگوئی نہ تھین بلکہ دعوت مباہلہ تھی پھر صفحہ ۱۳ پر فٹ نوٹ مین لکھا ہے یہ مباہلہ کی دعوت اور ہے مباہلہ اور۔ پھر مباہلہ اور ہے پیشگوئی اور افسوس ہے کہ مرزائی پارٹی کو ان تینون لفظون مین یا تو تمیز نہین یا دانستہ اپنے علم و عقل کے خلاف کر رہے ہین۔ ناظرین کو چاہیئے کہ ان حوالجات کے مفہوم کو اچھی طرح سے ذہن نشین رکھین اور اس کے ساتھ ہی مباہلہ کی تعریف جو مولویصاحب نے خود بیان کر دی ہے اور مضمون کے ابتدا مین نقل کر چکا ہون اس کو بھی دھیان مین رکھین تب وہ دیکھین گے کہ نکتہ چینیان کرتے وقت مولویصاحب کس قدر بال کے کھال نکالتے ہین لیکن بعدہ خود ہی پریشان حال ہو کر اپنی نکتہ چینیون کا شکار ہو جاتے ہین جسکی مختصر کیفیت یہ ہے حضرت صاحب کے اشتہار مورخہ ۱۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء مین یہ فقرے بھی موجود ہین۔ یہ کسی الہام یا وحی کی بناء پر پیشگوئی نہین بلکہ صرف دعا کے طور پر مینے فیصلہ چاہا ہے۔ اس دعا کے آخری الفاظ یہ ہین وہ جو تیری نگاہ مین حقیقت مین مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی مین ہی دنیا سے اٹھالے یا کسی اور نہایت سخت آفت مین جو موت کے برابر ہو مبتلا کر" حضرت کے اشتہار کے ان فقرون کو مولویصاحب نے مرقع بابت اگست ۱۹۰۷ء کے صفحہ ۱۵ پر نقل کیا ہے لیکن اسی مرقع کے صفحہ ۷ پر الفاظ ذیل مین اپنی پریشانی کا اظہار کیا ہے۔ ہماری رائے مین مرزا صاحب کی غرض اس اشتہار سے یہ تھی کہ اپنے دام افتادون کے خیالات کو بدل دین یعنی ان کا ارادہ ہے کہ دام افتادون کو اس پیشگوئی کی طرف متوجہ کر کے میری مواخذات کے زہریلے اثر سے محفوظ رکھین یہ ہے امرتسری سانپ کی زہریلی کھلی حضرت صاحب تو لکھتے ہین کہ یہ صرف دعا ہے پیشگوئی نہین اور ساری اشتہار کے الفاظ سے بھی یہ بات ظاہر ہے بلکہ خود ثناء اللہ نے بھی جانچا ہے ... اس کو تسلیم کیا ہے لیکن دانستہ اپنے علم اور عقل کے خلاف کرنیوالا مولوی اسکو پیشگوئی لکھتا ہے ممکن ہے کہ ہمارے ناظرین یہ خیال کرین کہ سہواً مولویصاحب سے اسجگہ لفظ پیشگوئی لکھا گیا ہے اسلئے اس پہلی غلطی کو ہم بھی درگذر کر دیتے ہین۔ (باقی دارد)

تصدیق بذریعہ رؤیائے صالحہ

اخی مکرمی جناب مفتی صاحب
سلمہ اللہ تعالےٰ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میرے ذیل کے چند الفاظ کو اپنے اخبار اخبار گوہر بار میں جگہ دیکر ممنون فرماویں۔

حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوۃ والسلام کی صداقت کیلئے

ایک تازہ شہادت

آسمان بارد نشان الوقت میگوید زمین
این دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند

اللہ تعالیٰ نے ہزار در ہزار نشانات سے امامنا و مولانا مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الرحمۃ کی تائید کی اور دنیا پر آپ کی صداقت کو سورج کی طرح روشن کردیا ان میں سے کچھ تو ایسے تھے جو کہ بموجب پیش گوئی قرآن کریم اور حدیث شریف ظہور میں آئے اور کچھ ایسے تھے۔ جن کی خبر کہ اللہ تعالےٰ نے اس پاک اور برگزیدہ انسان کو اپنی تازہ وحی کے ذریعہ سے دی تھی اور کچھ ایسے ہے جن کے ذریعہ سے بعض اشخاص کو آپ کے سچا ہونے کی گواہی بذریعہ سچے الہامات اور کشفوں کے ہوتی رہی چنانچہ ذیل میں موخرالذکر قسم کے نشانات میں ایک یہ ہے جو کہ میں اس لئے لکھتا ہوں کہ شاید کوئی فائدہ اٹھاوے اور وہ مفصلہ ذیل ہے۔ میرے بزرگ اور مکرم بھائیصاحب سید نادر حسین شاہ صاحب تحصیلدار حال مینجر کورٹ آف وارڈس کوٹ فتح خان مجھ سے بڑا ہی پیار اور انس رکھتے ہیں اور اون کی اور میری مثال یک دل دو قالب والی ہے آپ کو میرے بیعت کرنے کے وقت بہ سبب ناواقفی کے سخت ابتلا آیا۔ مگر چونکہ سعید فطرت رکھتے تھے اور میں نے بھی بہت دعا کی اور حضرت اقدس قدس سرہ سے بھی دعا کروائی۔ تو اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ کو حضرت اقدس کے صدق کی تصدیق میں اللہ تعالےٰ کے فضل سے خواب آنے شروع ہوئے پہلا خواب آپ کو یہ آیا جیسا کہ آپنے حال میں ہی مجھے لکھا ہے کہ آپنے آسمان پر چاند دیکھا اور دیکھا کہ اس پر حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام کا نام مبارک لکھا ہوا ہے اس کے بعد آپنے تمسخر سے اپنی زبان کو روک لیا اور دل ہی دل میں حضرت اقدس کی محبت پیدا ہونے لگ گئی اس کے بعد آپ کو خواب میں حضرت اقدس کی ملاقات ہوئی تو حضرت اقدس سے اونہوں نے پوچھا کہ کیا آپ قسم کھا کر کہہ سکتے ہیں کہ آپ سچے ہیں تو آپنے تین بار اللہ تعالیٰ کی قسم کھائی اور کہا کہ میں اپنے دعاوی میں سچا ہوں۔ اس پر میرے بھائی صاحب کی اور بھی محبت اس سلسلے کے ساتھ ہوگئی اور میں اس کو بیٹے اس تبدیلی کو محسوس کرتا تھا۔ اگرچہ بہ سبب چند ایک اللہ تعالےٰ کی نامعلوم منشاؤں کے آپنے بیعت روا جی نہ کی مگر دل سے بیعت ہوچکی ہوئی تھی اس کے بعد حال میں آپنے مجھ کو بعد انتقال حضرت اقدس علیہ الرحمۃ خط لکھا ہے۔ کہ جسمیں پچھلی چاند والی نشہادت کو نقل کیا ہے اور یہ لکھا ہے کہ دو مہینہ کا عرصہ گذرا ہے کہ میں نے خواب میں حضرت اقدس کی بیعت کی اور اس لئے میرا دل چاہتا تھا۔ کہ میں آپ سے جلدی ملوں اور اسی خیال میں تھا کہ آپ کے وصال کی خبر پہونچی۔ جس سے اونکو صدمہ ہوا۔ ایک انصاف پسند دل کے لئے یہ ایک شہادت ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور چونکہ ہر ایک میرے بزرگ بھائیصاحب سید نادر حسین شاہ صاحب سے جو کہ بفضل تعالیٰ زندہ ہیں دریافت کرکے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ اللہ تعالےٰ ان لوگوں کو ایسے نشانات سے فائدہ اٹھانے کی توفیق بخشے۔ تاکہ یہ اون عذابوں سے بچائے جاویں جنمیں کہ یہ گرفتار ہیں۔ آمین

سید محمد حسین اسسٹنٹ سرجن از لاہور

پیام صلح

برادران! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میری چٹھی مطبوعہ بدر مورخہ ۹۔ جولائی ۱۹۰۸ء بعنوان بالا

آپنے پڑھ لی ہوگی جسمیں میں نے تجویز کی تھی کہ انگریزی پیام صلح یک ہزار کاپی اور اردو کاپیاں پانچہزار مفت شائع کرنے کے لئے طبع کرائی جاویں جو جس دلچسپی اور محبت کے ساتھ اس مبارک پیغام کی پبلک میں مانگ ہے۔ جس کے متعلق آئے دن مجھے چٹھیاں مل رہی ہیں اس کو دیکھ کر میں نے پسند کیا ہے کہ میں آپ کے جواب کا انتظار نہ کروں اس لئے انگریزی ترجمہ کی تین ہزار کاپیاں میں نے طبع کرانے کا حکم دیدیا ہے۔ اور اردو دس ہزار کے لئے میں تجویز کی ہے۔ یہ کاپیاں ہندو صاحبان میں مفت تقسیم ہونگی آپ کی خدمت میں جیسے کہ پہلے عرض کرچکا ہوں پھر عرض کرتا ہوں کہ آپ میں سے اکثر احباب کم از کم ایک روپیہ کی متعدد کاپیاں لے کر مفت تقسیم کریں۔ لاگت جو اب حساب کرنے پر معلوم ہوتی ہے۔ میں چار پیسے کے درمیان فی کاپی ہوگی۔ والسلام جواب جلد عنایت ہو

خواجہ کمال الدین وکیل چیفکورٹ پنجاب عزیز منزل لاہور

پیام صلح

حضرت مسیح موعودؑ نے جو آخری پیغام اپنے اہل وطن ہندو کو دیا ہے

اس کی اشاعت ہند کے چار کونوں میں اس کثرت سے ہونی چاہئے کہ کم از کم ایک دفعہ ہر ایک ہندو آریہ اس کے مضمون سے آگاہ ہو جائے اس واسطے حضرت خواجہ صاحب نے اس کو اردو اور انگریزی میں کثرت کے ساتھ چھاپنے کی جو تجویز کی ہے وہ نہایت ہی عمدہ ہے امید ہے کہ دوست جلد اس کیطرف توجہ فرماوینگے اس کے متعلق خواجہ صاحب موصوف کی تازہ یاد دہانی اوپر درج ہے مخدومی خواجہ صاحب کی یہ اپیل ان دوستوں کی خدمت میں نہیں۔ جو بمشکل ضروریات زندگی کو بہم پہونچاتے ہیں اور نہ اون کا یہ منشا ہے کہ دیگر چندوں میں کمی کرکے احباب اس کام میں امداد دیں بلکہ اون کی یہ خواہش ہے۔ کہ جو دوست مثلاً اس موسم میں آم کھانے کے عادی ہیں۔ وہ اپنے اخراجات فروٹ میں سے ایک یا دو روپے کم کرکے اپنے ہندی اہل وطن کے واسطے پیغام صلح کا بیش بہا تحفہ خرید کر کے ارسال فرماویں۔

(ایڈیٹر)

جاپان میں اسلام

پچھلے دنوں مسٹر ڈاری سرفراز حسین صاحب تو جاپان سے پھر پھرا کر واپس آگئے تھے۔ کہ وہاں اسلام پھیلنے کی کوئی امید نہیں لیکن اب جناب عبد القادر صاحب ثاقب آگرہ شملہ سے ایک خط اخبار وطن ہے ہند لاہور میں چھپا ہے۔ جس میں ایک مصری عالم کے سفرنامہ عربی کے حوالہ سے یہ خوشخبری سنائی گئی ہے کہ جاپان میں بارہ ہزار (۱۲۰۰۰) جاپانی مشرف باسلام ہوچکا ہے۔ وہ سفرنامہ منگوایا گیا ہے۔ اس کے پڑھنے پر ضروری حالات ہدیہ ناظرین کئے جاینگے انشاء اللہ تعالےٰ۔ اب جناب ثاقب صاحب نے اپنے مضمون میں حضرت مسیح موعود کو بھی مخاطب کیا ہے۔ کہ وہ جاپان کو مسلمان بنانے کی طرف توجہ کریں اس کے جواب میں اتنا کہنا سردست کافی ہے کہ یہ سلسلہ یونہی در سلسلہ ہے اور انشاء اللہ تعالےٰ ہر ایک ملک میں اپنے اپنے وقت پر پہونچے گا۔

عالمگیر

صلح کاری سے ترقی کرو!

لاہور کے آریہ پرکاش نے اپنی عادت کے مطابق ایک مضمون لکھا تھا کہ آریہ سماج کی ترقی جنگ کے ذریعے ہو سکتی ہے اس پر مخدومی ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب نے ایک نوٹ لکھا جس میں انھوں نے دکھایا ہے۔ کہ حقیقی ترقی کیونکر حاصل ہو سکتی ہے۔ اگر پرکاش بالکل تاریک نہیں ہو گیا۔ تو امید ہے کہ اس مضمون سے کچھ فایدہ حاصل کر سکے اس واسطے اس کو درج ذیل کیا جاتا ہے:-

اخی مکرمی جناب مفتی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ میرا مفصلہ ذیل مضمون اپنے اخبار میں درج فرما کر ممنون فرماویں۔ اخبار پرکاش ایک آریہ سماجی ارگن لاہور سے نکلتا ہے اُس کو صرف میں اس غرض سے پڑھا کرتا تھا کہ شاید کوئی منصفانہ رائے آنحضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مضمون پیغام صلح کے متعلق اس میں درج ہو اس کے ۳۰ر جون ۱۹۰۸ء کے پرچے میں ایک لیڈنگ آرٹیکل اس عنوان کے نیچے کہ "شانتی کے لئے جنگ کرنا لازم ہے" میری نظر سے گزرا اس میں یہ لکھا تھا کہ آریہ سماج کی ترقی بند ہے اور یہ آواز جو چاروں طرف سے آرہی ہے دشمنوں کا تو کیا کہنا کیونکہ وہ تو شروع ہی سے آریہ سماج کے لئے موت کا فتوےٰ دے چکے ہیں دوست بھی محسوس کر رہے ہیں۔ کہ آواز بے معنی نہیں ہم بھی جب اس معاملہ پر غور کرتے ہیں تو اسی نتیجہ پر پہنچتے ہیں۔ کہ اس بیان میں ضرور کچھ سچائی ضرور ہے دیکھیں نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کے برگزیدوں کے کلام اٹل ہوتے ہیں، ترقی کیوں بند ہے؟ اس سوال کے کئی جواب ہو سکتے ہیں کیونکہ آریہ سماج کی چلتی گاڑی کے راستہ میں جو رکاوٹ پیدا ہوئی ہے اس کے کئی کارن ہیں ان میں سے بعض کا ذکر تو ہم پہلے کر چکے ہیں آج صرف ایک وجہ سے ہمیں سروکار ہوگا۔ ہمارا جواب یہ ہے کہ "آریہ سماج میں اکسٹریمسٹ نہیں ہے" وغیرہ وغیرہ" اور پھر یہ لکھا ہے کہ پنڈت دیانند اور گورودت دونوں اکسٹریمسٹ تھے اور کہ آریہ سماج کے بانیوں کی ترقی اور کامیابی کا یہی راز تھا کہ وہ اکسٹریمسٹ تھے۔ انہوں نے اپنا دین پھیلانے کی خاطر عیسائیوں مسلمانوں اور دیگر مذاہب کے پیشواؤں کو خوب گالیاں دیں اور بیانتک بے دھڑک ہو کر سب لوگوں کا دل دکھایا کہ کئی انسان جو مذاہب کے سپرٹ کو نہ سمجھ سکتی تھی بول اُٹھے او نہایت Intolerant تھا وغیرہ وغیرہ اور نیز یہ بھی لکھا تھا کہ دوسرے مذاہب کے بانیاں بھی صرف اس لئے ترقی کر گئے کہ وہ اکسٹریمسٹ تھے یہ پڑھکر سب سے پہلے اس پر غور کیا اور اس طرف توجہ کی کہ ہمارا رسول اور قرآن کریم اس بارے میں کیا فرماتے ہیں تو وہاں اس کے بالکل برعکس پایا اور بموجب آیت وکذالک جعلنٰکم امۃً وسطا کہ اسی طرح یعنے اس پاک تعلیم قرآن کے ذریعے ہم نے تم کو اُمت وسط بنایا یعنی ایسی اُمت جو افراط و تفریط سے پرہیز کر کے اور اعلیٰ سے اعلیٰ اصول پر قدم مارے اور اُس راہ پر چلے جو صراط مستقیم کہا جا سکتا ہے اور جس سے کہ اِدھر اُدھر قدم مارنا گڑھے میں گرنا ہے اور جس پر قدم مارنا اور چلنا مدعا کے حصول کا موجب ہوتا ہے جس کے لئے کہ انسان دنیا میں پیدا کیا گیا اور پھر فرمایا کہ خیر الامور اوسطھا کہ اے امت میری تم کو چاہئے کہ اُن کاموں سے جو کہ تم کو زیادتی کی طرف لیجاویں اور ان سے بھی جو کہ اس کے مخالف دوسری طرف لیجاویں پرہیز کرو کیونکہ اصل خیر اور کامیابی میانہ روی کے اعلیٰ پایہ پر قدم مارنے سے ہی ہو سکتی ہے اور اس طرح پر یہ ہدایت فرمائی کہ اکسٹریمسٹ ہونا خطرناک ہے اور کہ اصل کامیابی جو کہ دائمی بقا رکھتی ہو وہی حاصل کر سکتے ہیں جو میانہ رو ہوں میں نہیں سمجھ سکتا کہ اس مضمون کے لکھنے والے کا کیا مدعا ہے اللہ بہتر جانتا ہے مگر میں اتنا ضرور کہونگا کہ پنڈت دیانند صاحب و گورودت صاحب کو پیش کر کے آریہ سماجی سبھا سے آگے یہ پیش کرنا کہ یہ صاحبان اکسٹریمسٹ ہونے سے ہی کامیاب ہوئے ضرور ظاہر کرتا ہے کہ ان کے خیال میں بھی اور زیادتی اکسٹریمسٹ بننا چاہئے اور کہ انسان کی ترقی کا راز ہر ایک رنگ میں یہی ہے کہ وہ اُس میں اکسٹریمسٹ ہوں۔ مگر یہ پرکاش صاحب کا میرے خیال میں ایک دعوےٰ بلا ثبوت ہے جس کی کہ گذشتہ مذہبی اور دنیاوی تاریخ اور عام مشاہدہ تائید نہیں کرتے۔ اگر دنیا کی تاریخ میں نظر کی جاوے تو ثابت ہوتا ہے کہ اصل کامیابی جو کہ دیرپا ہے صرف میانہ رو اقوام کو ہی حاصل ہوتی رہی ہے اور اکسٹریمسٹ کبھی کامیاب نہیں ہوئے جو بادشاہ زیادہ تیز ہوا ہے اور میانہ روی کو خیرباد کہہ گیا ہے آخر کار ناکامیاب رہا ہے اور اُس کو بُرے دن دیکھنے پڑے ہیں دیکھو بونا پارٹ۔ اسکندر اور بقول آریہ صاحبان خود اورنگزیب مرحوم و مغفور۔ اور کہیں پڑھو تاریخ زوال مختلف یونانی اور اسلامی سلطنتوں کا۔ تو معلوم ہوگا کہ جب وہ اخلاقی اور ایمانی حالت میں اکسٹریمسٹ ہو گئے اور ایک طرف کو زیادہ جھک گئے تو آخر زوال پا گئے۔ پھر دیکھو حال آجکل کے یورپ کے انارکسٹوں کا جو کہ اکسٹریمسٹ کا دوسرا نام کہنا چاہئے اُن کا صرف یہی کام ہے کہ دُنیا کو نقصان پہنچاویں اور ایک بیگناہ کو ماردیں اور خود بھی مرجاویں گویا وہ دُنیا کے لئے اور بنی نوع انسان کے لئے سوائے مصیبت کے اور کچھ نہیں لاتے۔ اور جو حال آجکل ہندوستان میں اکسٹریمسٹ لوگوں کا ہو رہا ہے اور جو چلن انہوں نے اختیار کیا ہے وہ تو ہم سب دیکھ ہی رہے ہیں اُن کی طبع فرسائی اسی میں ہے کہ ایک معصوم جان کو ماردیں اور خود بھی پستول کھا کر مر جاویں اور اس طرح پر خود تباہ ہو کر دوسرے بھائیوں کیلئے ایک بے چینی اور بدامنی کا بیج بوجاویں اور اپنے ہموطنوں کے لئے بجائے ایک رحمت الٰہی بننے کے جو کہ انسانی حیات کا مدعا ہے غضب الٰہی کی صورت اختیار کر لیں اور اُس امن اور چین کو دُنیا سے اُٹھا دیں جو کہ اللہ تعالیٰ نے خوش قسمتی سے اُن کو دیا ہوا تھا۔ یہ تو ہوا حال دُنیاوی رنگ میں اکسٹریمسٹ کا۔ اب اگر مذہبی رنگ میں اس سوال پر غور کیا جاوے تو بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ مسایل جو کہ اس حالت میں کہ دُنیا کی ترقی ابھی درجہ بلوغت کو نہ پہنچی تھی اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کے لئے بھیجے تھے اور جو کہ اُس وقت کے لئے مناسب حال تھے مگر آئندہ زمانہ کے حالات کے مطابق اکسٹریمسٹ ازم کا رنگ اپنے اندر رکھتے تھے آخر کار منسوخ کئے گئے اور اُن کی جگہ اُن مسایل نے لے لی جن کو کہ میانہ روی کے اصول کہہ سکتے ہیں دیکھو اگر وید کے مسایل میں غور کی جاوے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسائل اور ان کی شرتیاں کسی ایسی قوم کے لئے تھیں جن میں کہ اُس سے پہلے بالکل تہذیب نہ تھی اور اس لئے ایک سادہ تعلیم تھی اور بسبب ایک جنگی گروہ یا اکثر ہونے کے اُن میں ایسے ایسے مسائل کی ضرورت تھی جیسا کہ نیوگ ہے جو کہ ایک اعلیٰ پایہ کی تہذیب رکھنے والی قوم کے ہرگز شایاں نہیں تھا چنانچہ شاید اُس وقت تو یہ مناسب وقت سمجھی گئی ہو مگر اس زمانہ میں کوئی بھی انسان عقل رکھنے والا خواہ وہ ہمارا آریہ بھائی ہی کیوں نہ ہو اس کو اچھا نہیں سمجھ سکتا اگرچہ ضد اور تعصب کی وجہ سے وہ بار بار اُس کے اوصاف بیان کرے مگر دل اندر اندر سے اُس کو ملامت ضرور کرتا ہے یہ مسئلہ اور ایسے ایسے اور مسایل ... چونکہ انسانی اخلاق کا ایک اکسٹریم تھے اس لئے ضروری تھا کہ یہ کامیاب نہ ہوتے اور آخر ایسا ہی ہوا۔ اور ایک اور قانون جس میں کہ کثرت ازدواج جیسا بابرکت اصول تعلیم دیا گیا تھا تاکہ انسان بے اولاد نہ مرے اور مخلوق خدا کا سلسلہ تولید قائم رہے اور انسے اس کی جگہ لے لے۔ اسی طرح یہ تعلیم کہ آنکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے بدلے دانت۔ چونکہ اپنے اندر بدلہ لینے کا اکسٹریم رکھتی تھی آخر بدلی گئی اور یہ تعلیم کہ اگر کوئی ایک گال پر طمانچہ مارے تو دوسری بھی آگے کر دو ناقابل عمل ثابت ہو گئی اور دُنیا میں نہ رہی اور اُن کی جگہ ایک ایسی تعلیم نے لے لی جس میں کہ عفو کے وقت عفو اور سزا کے محل پر سزا کا حکم دیا جاتا ہے اور جو کہ عین موافق ضمیر اور فطرت انسان ہے۔

یہ سب تعلیمیں کیوں آہستہ آہستہ عملی رنگ میں دُنیا سے اُٹھ گئیں۔ صرف اس لئے کہ یہ اپنے اندر ایک اکسٹریم رکھتی تھیں اور یہی وجہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو آخر منسوخ کر دیا اور جب دُنیا اپنے زمانہ بلوغت کو پہنچی اور انسان اس قابل اللہ تعالیٰ کے علم میں ہو گئے کہ ان پر مکمل شریعت بھیجی جاوے جو کہ میانہ روی کا اعلیٰ درجہ اپنے اندر رکھتی ہو تو ایک اور تعلیم جو کہ قرآن پاک میں ہے بھیجی گئی اور جو کہ وہی تعلیم تھی جو کہ پہلے تھی مگر اپنے اندر افراط و تفریط نہ رکھتی تھی۔ اور اس لئے آخر کامیاب ہوئی اور اب زمانہ ہے جس میں کہ اُس کی کامیابی اور بھی درخشاں ہو گی کیونکہ اس سبب تعلیم کے بہت سی انسانی کمزوری اللہ تعالیٰ نے دور کر دی ہے اور وہ جو کہ آگے بہت سخت قسم کے بُت پرست تھے بغیر کسی ہمت اور تکلیف مسلمانوں کی کے خود بخود توحید کے قائل ہو گئے ہیں اور فخر سے لکچروں میں اپنے آپ کو مواحد کہتے ہیں اور یہی لب لباب اسلام کی تعلیم کا ہے۔

غرض یہی اکسٹریمسٹ ازم ہی ایک وجہ تھی اور یہی وجہ اب بھی ہے کہ آریہ سماج کا اصول کامیاب نہ ہوا اور پنڈت دیانند صاحب کی ساری تعلیم کو ابھی سے

---

۵۱ اور ہر ایک بادشاہت تبھی زوال پذیر ہوتی ہے کہ جبکہ اُن کے افسر میانہ روی کو چھوڑ کر اکسٹریم تک پہنچنا شروع کرتے ہیں۔

ترمیم کی ضرورت پڑ گئی ہے اور یہ ترمیم وہی ہے جو کہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام اُن میں کرنا چاہتے تھے۔ غرضیکہ وہ کام جو کہ ہم نے کرنا تھا وہ ہمارے آریہ بھائی خود بخود بسبب تعلیم کی روشنی کے کر رہے ہیں اور امید ہے کہ اگر جیسا کہ یقین ہے اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں ہی تو یہ ہمارے زیادہ زیادہ نزدیک ہوتے جاویں گے اور ایک دن وہ ہوگا کہ شاید تھوڑا سا تعصب ہی ہوگا جو کہ اُن کو ہمارے ساتھ ملنے سے روکیگا اور بس۔ ورنہ اصول وہی ہو جاوینگے جو کہ قرآن میں تعلیم ہوئے ہیں کیونکہ یہ لازم امر ہے کہ اگر کوئی انسان سچے خلوص سے اپنی عقل کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں استعمال کرے تو اُس پر سچا رستہ کھل جاتا ہے اور یہ قرآن کریم کا بھی منشا ہے۔ اور پھر خدا کرے کہ وہ دن آجائے کہ تعصب بھی دور ہو جاوے (جس کی طرف کہ ہمارے امام نے گائے جیسے مسئلہ پر اپنی رائے ظاہر کر کے اشارہ کیا ہے) اور ہم ایک مذہب ہو جاویں۔

یہی حال حضرت عیسائی صاحبان کا ہے یورپ نے تمام بائیبل کے اصولوں کو نامکمل خلاف عقل اور ناقابل عمل سمجھ لیا ہے اور بسبب دین کو ایسا کمزور پاتے اور اُن کے سامنے اور کوئی سچا دین نہ ہونے کے دہریت کی طرف جھک گئے ہیں مگر آخر وہ فطرت جو کہ اللہ تعالیٰ کے لئے ہی پیدا کی گئی اور جس کو کہ اللہ تعالیٰ کی پاک کشش ہر وقت اپنی طرف کھینچنا چاہتی ہے وہاں بھی اُن کو چین نہیں لینے دیتی اور آخر متلاشی ہوتی ہے اور اُن اصولوں پر قدم مارتی ہے جو کہ سچے ہوں اور اصل کامیابی کا راز ہوں سو وہ بھی اسلام کے نزدیک آتے جاتے اور امید ہے کہ جلدی یہ سب مذاہب جوں جوں دُنیا ترقی کرتی جائیگی اصل صراط مستقیم کو پالینگے اور ایک ہو جاوینگے اور اس طرح پر یہ ثابت کر رہے ہیں اور کر دینگے کہ وہ تعلیم جو اکسٹریمسٹ ازم اپنے اندر رکھتی ہو آخر ناکامیاب رہیگی۔

پھر اگر مشاہدہ کو اس امر میں جج بنایا جائے تو بھی اس امر کی جو میں نے اوپر بیان کیا ہے تائید ہوتی ہے دیکھو روزانہ زندگی میں اگر غذا کو لیا جاوے تو دودھ جیسی زود ہضم چیز بھی اگر حد سے زیادہ استعمال کر لی جاوے تو آخر کار دست وقے اور درد پیدا کر کے تکلیف کا باعث ہوتی ہے اور صبح کی فرحت افزا سیر میں بھی اگر انسان ذرا زیادتی کر لے تو بجائے روحانی اور جسمانی فرحت ہونے کے تھکا کر بخار اور تکلیف پیدا کر دیتی ہے عام لکھنے پڑھنے میں بھی جو کہ انسان کا تنہائی میں مونس ہوتا ہے اور عقل کو اور فہم کو تیز کرتا ہے اگر زیادتی استعمال کی جاوے تو آخر انسان بسا اوقات پاگل ہو جاتا ہے۔ خودداری جیسے پاک اصول میں بھی اگر انسان زیادتی کر لیوے تو آخر تکبر سمجھی جا کر ایک نقص ہو جاتی ہے کسی پر ایک امر میں محبت اور مہربانی جیسے اچھے اخلاقوں کو بھی اگر حد سے زیادہ استعمال کیا جاوے تو آخر انصاف سے گرا دیتے ہیں غرض کسی قسم کی افراط اور تفریط کی جاوے یہ اللہ تعالیٰ کا قانون ہے کہ ضرور اس کا نتیجہ ناقص ہوتا ہے۔ غرض کیا تواریخ دُنیا اور کیا مذہبی اور کیا عام مشاہدہ روزانہ ہم سب کو مجبور کرتے ہیں کہ ہم یہ کہیں کہ وہ اصول جو اپنے اندر اکسٹریمسٹ ازم رکھتے ہوں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ پنڈت دیانند جی نے بقول پالٹکس اکسٹریمسٹ کے ذریعہ آغاز کیا تھا اور اُس کے سارے پیرو ضروری تھا کہ اُن کے نقش قدم پر قدم مارتے اس لئے وہ بھی اکسٹریمسٹ ہیں اس لئے ہی ہے کہ اب اس کی ترقی بقول ہمارے بھائی آریہ صاحبان بند ہو گئی ہے اگر پنڈت دیانند صاحب انصاف کو کام میں لاتے اور دیگر مذاہب کی کتب کا ٹھنڈے دل سے مطالعہ کرتے تو ضرور تھا کہ ایسا سمجھدار آدمی اسلام کو قبول کرتا اور ضرور سب نبیوں سے افضل محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سمجھتا۔ مگر افسوس ہے چونکہ وہ اکسٹریمسٹ تھے انہوں نے باقی سب تعلیموں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھا اور اس لئے اصل صداقت کو نہ پا سکے اور اُن کے ہنر بھی اُن کو عیب نظر آئے۔ یہ پنڈت صاحب کے اکسٹریمسٹ ہونے کا ہی نتیجہ تھا کہ انہوں نے کثرت ازدواج جیسی بابرکت تعلیم کے بجائے نیوگ جیسے بے غیرت مسئلہ کو پسند کیا۔ اور ایک رب العالمین۔ رحمٰن۔ رحیم۔ قادر خدا کی جگہ ایسا خدا تجویز کیا جو کہ انسان جیسی طاقت بھی نہیں رکھتا۔ اور اگرچہ مانتے ہیں کہ وہ خود اپنے ایک ملازم کو اُس کا گناہ معاف کر سکتے ہیں مگر ایسا خدا مانا جو کہ ہرگز اُن کا ایک گناہ بھی نہیں بخش سکتا اور اگرچہ خود وہ کسی انسان یا حیوان پر مہربان ہو جاویں تو اُس کو اُس کے حق سے زیادہ انعام دے سکتے ہیں اور دیتے ہیں مگر خدا ایک ایسا مانا ہے جو کہ سوائے ترازو کے تول کے ذرا بھی اِدھر اُدھر نہیں کر سکتا اور کسی پر اُس کی محنت سے زیادہ مہربانی اور عنایت نہیں کر سکتا غرض یہ سب کچھ خلاف عقل مانا مگر اسلام کو اور اسلام کی بانی کی تعلیم کو نہ دیکھا اور اُس سے فائدہ نہ اُٹھایا بلکہ اُلٹی گالیاں بسبب لاعلمی کے دیکر ہمیشہ کے لئے ملک میں ایک فساد کا بیج بویا اور اس طرح سے وہ نیت اُن کی ہمدردی بنی نوع انسان جو کہ ہر ایک انسان کی فطرت کا تقاضا ہے اُلٹا رنگ لائی یہ سب کچھ اس لئے ہوا کہ پنڈت صاحب اکسٹریمسٹ تھے۔ اگر اس پر بھی کوئی آریہ صاحب فرماویں کہ ہمارا دعوے غلط ہے تو میں اُن کی خدمت میں ایک اور ثبوت بھی پیش کر سکتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ کانگریس میں جب دو پارٹیاں بدقسمتی سے بن گئیں تو آخر مدبران ملک نے زیادہ اُسی طرف کو پسند کیا جو کہ ماڈریٹس کے نام سے نامزد ہے اور سب نے اکسٹریمسٹ کو بہ یک آواز ناپسند کیا۔ یہ کیوں؟ اس لئے کہ اُن کے خیال اور رائے میں یہ فرقہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اور آخر بعض سمجھدار آریہ بھی ماڈریٹ ہو گئے۔

اور اس لئے اُس ترقی کو جو اکسٹریمسٹس کے ذریعہ شروع ہوئی تھی نقصان پہنچا اور یہی وجہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے جب انسان کی ترقیات کو دُنیوی اور عقلی کمال دینا چاہا تو آخر وہ سب قانون جو کہ اپنے اندر ذرا بھی اکسٹریمسٹ ازم کا اثر رکھتے تھے منسوخ کر دیئے اور ان میں سے اچھی باتیں چن کر ایک ایسا قانون بھیجا جس میں کہ افراط و تفریط ہرگز نہ تھی اور پھر دعوے کیا کہ یہ صراط مستقیم ہے اور اصل سچی کامیابی اور نجات کی راہ ہے اور یہی وجہ برعکس اس کے ہے جو کہ آریہ سماج کی ترقی بند کرنے کا باعث ہوئی ہے۔

بالآخر میں اپنے آریہ بھائیوں سے عرض کرتا ہوں کہ اب بھی وہ سنبھل جائیں اور تعلیم کا فائدہ اُٹھا کر سب مذاہب کو ٹھنڈے دل سے اور صبر اور استقلال سے پڑھیں تو اُمید ہے کہ وہ انشاء اللہ تعالیٰ اصل راہ کو پالیویں گے اور وہ وہی ہے جو کہ ہر نبی نے دنیا کو سکھائی ہے اور وہی ہے جو کہ آغاز میں آریہ ورت کے مہاتماؤں کو اُن کے پاک نبیوں اور رشیوں نے دی تھی یہ کوئی نئی چیز نہیں ہے صرف اُن کو اس لئے نئی معلوم ہوتی ہے کہ بسبب اُن کی فطرت اکسٹریمسٹ ہونے کے وہ اس میں غور کرنا بھی برداشت نہیں کر سکتے میں پھر آخر میں اپنے آریہ بھائیوں کی خدمت میں عرض کرنے سے رہ نہیں سکتا کہ وہ ضرور ضرور حضرت امامنا و مولانا حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود کی آخری نصیحت کو نیک ظنی سے پڑھیں اور اس میں ایک انصاف پسند انسان بن کر غور کریں تا کہ فائدہ اُٹھا سکیں۔ کیونکہ یہ اُس انسان کی لکھی ہوئی ہے جو کہ اُمت وسط کا سردار تھا اور جس کے اندر ہمدردی بنی نوع انسان کوٹ کوٹ کر بھری تھی اس لئے آپ کو وعظ نہیں کرتا تھا کہ وہ مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہوا تھا اور اس لئے تعصب رکھتا تھا بلکہ اس لئے کہ وہ اسلام کو سچی اور اصل فلاح کے حصول کی راہ یقین کرتا تھا اور نہیں چاہتا تھا کہ آپ یا ہم جو کہ انسان ہونے کی وجہ سے اُس کے بھائی تھے کسی تکلیف میں بسبب اپنی غلطی کے پڑ جاویں اور وہ ہم کو ایک ایسے گڑھے میں گرتا ہوا دیکھ نہیں سکتا تھا جس میں گرنا ہمارے لئے بڑی لمبی چوڑی تکلیفوں کا باعث ہو۔ وہ سب کو مکمل انسان اور اپنے جیسا انسان بنا ہوا دیکھنا پسند کرتا تھا اور اُس کو یہ تڑپ تھی کہ دُنیا میں خدا پوجا جاوے اور اُس کے سچے پیروں کی عزت کی جاوے تاکہ لوگوں کو ان کی پیروی کرنے کی تحریص ہو جو کہ اس دُنیا اور آئندہ آخرت میں بھی کامیاب ہو گئے اور جن کا نام کہ بسبب اپنے تقدس ذاتی کے اب تک پرستش کی جگہوں میں عزت سے لیا جاتا ہے اور اس طرح پر وہ بھی یعنی سارے کے سارے وہی درجات حاصل کر سکیں کیونکہ اللہ کی درگاہ میں ہر ایک رنگ میں بے نیازی ہے اور اُس کو کسی چیز کی کمی یعنی پرواہ نہیں۔ ہاں مستحق بننا ہمارا فرض ہے اُس کی دلی خواہش تھی کہ دُنیا سے گناہ دور ہو جاوے اور امن اور چین اور صلح دُنیا میں پھیل جائے۔ آخر میں دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کی کشش دُنیاوی محبت کی کشش پر غالب آجاوے اور ہم کو اُس محبوب حقیقی کا وصال نصیب ہو جس کے لئے کہ ہم پیدا کئے گئے ہیں۔ آمین!

اے خداوند من گناہم بخش — سوئے درگاہ خویش راہم بخش
روشنی بخش در دل و جانم — پاک کن از گناہ پنہانم
دلستانی و دلربائی کن — بہ نگاہے گرہ کشائی کن

در دو عالم مرا عزیز توئی
وآنچہ مے خواہم از تو نیز توئی

خاکسار

سید محمد حسین اسسٹنٹ سرجن